جمعرات 30 دسمبر 2021ء | 25 جمادی الاول 1443 ہجری قمری | 30 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:312

فرمانِ رسول ﷺ

دو شخصوں پر رشک کرنا چاہئے

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو شخصوں کے سوا کسی پر رشک نہیں کرنا چاہئے۔ ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور اس نے اسے راہ حق میں خرچ کر دیا۔ دوسرے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے سمجھ، دانائی اور علم وحکمت دی اور اس کی مدد سے وہ لوگوں کے فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا ہے۔

(ماخوذ از بخاری کتاب الزکوٰۃ باب انفاق المال فی حقه)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

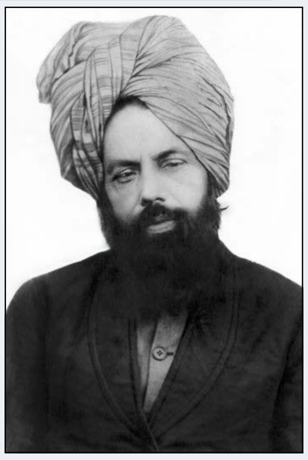

خدا تعالیٰ پر بھروسہ

’’اصل رازق خدا تعالیٰ ہے۔ وہ شخص جو اس پر بھروسہ کرتا ہے کبھی رزق سے محروم نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر طرح سے اور ہر جگہ سے اپنے پر توکل کرنے والے شخص کے لئے رزق پہنچاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو مجھ پر بھروسہ کرے اور توکل کرے میں اس کے لئے آسمان سے برساتا اور قدموں میں سے نکالتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ ہر ایک شخص خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 360 ایڈیشن 1984ء)

’’ہمارے نزدیک سب سے بڑی ضرورت آج اسلام کی زندگی کی ہے۔ اسلام ہر قسم کی خدمت کا محتاج ہے۔ اس کی ضرورتوں پر ہم کسی ضرورت کو مقدّم نہیں کر سکتے۔ ۔ ۔ آج سب سے بڑی ضرورت یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اور بَن پڑے اسلام کی خدمت کی جاوے۔ جس قدر روپیہ ہو وہ اسلام کی احیاء میں خرچ کیا جاوے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 327 ایڈیشن 1984ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلِاَنۡفُسِکُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰہِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ یُّوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۳﴾

(البقرہ: 273)

ترجمہ: یعنی جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدے میں ہے۔ جبکہ تم اللہ کی رضاجوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

فرمان خلیفہ وقت

احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں

وقف جدید کے ضمن میں احمدی ماؤں سے مَیں یہ کہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں یہ قربانی کی عادت اس طرح بڑھ بڑھ کر اپنے زیور پیش کرنا آپ کے بڑوں کی نیک تربیت کی وجہ سے ہے۔ اور سوائے استثناء کے اِلّا ماشاء اللہ، جن گھروں میں مالی قربانی کا ذکر اور عادت ہو ان کے بچے بھی عموماً قربانیوں میں آگے بڑھنے والے ہوتے ہیں اس لئے احمدی مائیں اپنے بچوں کو چندے کی عادت ڈالنے کے لئے وقف جدید میں شامل کریں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں بچوں کے ذمہ وقف جدید کیا تھا اور اس وقت سے وہاں بچے خاص شوق کے ساتھ یہ چندہ دیتے ہیں۔ اگر باقی دنیا کے ممالک بھی اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کو خاص طور پر اس طرف متوجہ کریں تو شامل ہونے والوں کی تعداد کے ساتھ ساتھ چندے میں بھی اضافہ ہو گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 جنوری 2005ء، مسجد بشارت سپین، خطبات وقف جدید صفحہ 584)

اس شمارہ میں

- آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمدؑ (منظوم)
- انفاق فی سبیل اللہ کی پُرحکمت تعلیم (اداریہ)
- سورۃ صٓ اور الزّمر کا تعارف
- حضرت محمد دین ٹیلر ماسٹر رضی اللہ عنہ۔ سیالکوٹ

دربارِ خلافت

اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس صحابہ کی اولاد میں سے ایسے جو کسی بھی وجہ سے دین سے دور ہو گئے ہیں یا جماعتی نظام سے دور ہو گئے ہیں، جن کے ذاتی تصورات یا خیالات اُن پر حاوی ہو گئے ہیں، اَنانیت اُن پر حاوی ہو گئی ہے، اُنہیں چاہئے کہ اپنے لئے ہمیشہ راہِ راست پر چلنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں سے سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں، نہ یہ کہ کسی بھی قسم کا اعتراض اُن کے دل میں پیدا ہو۔

آج پھر مَیں اس چھوٹی سی تمہید کے بعد صحابہ کے واقعات بیان کروں گا۔

پہلا واقعہ اور روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ ولد نور محمد صاحب کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ایک رات بعد نماز عشاء میں نے مولوی صاحب (مولوی سلطان حامد صاحب) کی خدمت میں عرض کی کہ مولوی صاحب! یہ جو حضرت مرزا صاحب نے مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حقیقت میں یہ مدعی صادق ہو۔ درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہمارے وطن ہی میں مبعوث فرمایا ہے۔ اگر ہم اُن کی شناخت سے محروم رہ جائیں تو کیا ہم اتنی سی تکلیف بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ وہاں جاکر اُن کی زیارت تو کریں (کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہمارے وطن میں مبعوث فرمایا ہے لیکن پھر بھی ہم شناخت سے محروم رہ جائیں اور کوئی تکلیف نہ کریں کہ اُن کی زیارت کریں۔ تو) مولوی صاحب چونکہ سلیم القلب اور حلیم الطبع تھے۔ (انہوں نے) سن کر جواباً فرمایا کہ ضرور جانا چاہئے۔ میں نے اُن سے واثق عہد لے لیا، (مضبوط عہد لے لیا)۔ مولوی صاحب چلے گئے اور میں سو رہا۔ (وہ تو اس کے بعد، عہد کرنے کے بعد میری بات سن کے چلے گئے لیکن مَیں سو گیا۔ مولوی صاحب اُس مجلس سے اُٹھ کے چلے گئے اور اُس کے بعد کہتے ہیں میں سو گیا۔ کہتے ہیں اُس وقت) میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا خوشنما مکان ہے، اس کے غالباً چار دروازے ہیں اور اس کا رُخ جنوب کی طرف ہے اور اُس کی شرقی طرف ایک میدان ہے جس میں ایک بڑا مجمع معززین کا جو سفید پوش اور فلکی صفات معلوم ہوتے ہیں، حلقہ باندھ کر بیٹھے ہیں، اُن کی تعداد تقریباً یک صد سے تجاوز ہو گی۔ اُن کے درمیان مَیں بیٹھا ہوں۔ دفعتہً اُس مکان کے شرقی دروازے سے ایک نورانی شکل سفید رِیش اور سفید دستار بُشروں کی چمک ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے، باہر نکلے اور اس جماعت کی طرف رُخ کیا ہے۔ تو اُس جماعت کے درمیان میں مَیں کھڑا ہوا ہوں۔ تو اُس نورانی وجود نے میری طرف انگشت شہادت کا اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ یعنی وہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہتے ہیں اس پر میری زبان پر درود شریف جاری ہو گیا اور میں بیدار ہو گیا اور میرے دل میں اس قدر سرور پیدا ہوا کہ پھر مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے اُٹھ کر نماز تہجد پڑھ لی اور دل میں یہ کہا کہ کس وقت صبح ہو اور مَیں مولوی صاحب کو یہ خواب سناؤں۔ صبح کو جب مولوی صاحب تشریف لائے تو فراغتِ نماز کے بعد میں نے اُن کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے سن کر فرمایا کہ تُو بڑا خوش قسمت ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 229-230 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے سلسلے میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا بہت مفید ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھے جاویں اور اُن میں دعا کی جاوے کہ اے ہمارے مولیٰ! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو ہم پر حقیقت ظاہر کر۔ کہتے ہیں کہ مَیں مشرقی افریقہ سن 1900ء میں ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے ایک پرانے دوست مسمّٰی نیک محمد صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو اپنے ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے گیا تھا۔ اُن کو تبلیغ کرتے ہوئے میں نے یہ نسخہ بتایا جو اوپر بیان ہوا ہے۔ تو انہوں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو خواب میں حسبِ ذیل نظارہ دکھایا کہ ’’وہ اپنے مکان واقع سرائے عالمگیر میں ہیں اور اُن کا والد مرحوم بھی ہے اور جس کوٹھڑی میں وہ ہیں وہ حد درجہ روشن ہو گئی ہے اور یہ نظر آ رہا ہے کہ آسمان سے نور کی ایک لہر چل رہی ہے جس نے کوٹھڑی میں نور ہی نور کر دیا ہے۔ اور معاً ایک بزرگ نہایت خوبصورت، پاکیزہ شکل ظاہر ہوتے ہیں اور بھائی نیک محمد صاحب کے والد بزرگوار اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ امام مہدی ہیں۔ اور دونوں باپ بیٹا حضور سے ملے ہیں‘‘۔ ایسے خوشکُن نظارے کے بعد اُن کی نیند کھلی اور دن چڑھے انہوں نے مجھے یہ حال بتایا اور اُن کی بیعت کے واسطے خط لکھنے کے واسطے کہا۔ چنانچہ مَیں نے اُن کی بیعت کا خط لکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کا سارا خاندان احمدی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 4 صفحہ 167-168 روایت حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 12/ اکتوبر 2012ء)

آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمدؑ

آج ہر ملک سے آتی ہے ندائے احمدؑ
جوق در جوق صدا، ہم ہیں فدائے احمدؑ

آج ہم سے ہے فقط امن کا برپا ہونا
احمدیت پہ ہے شفقت کی ردائے احمدؑ

ہے محبت ہی محبت، نہیں نفرت کچھ بھی
ہر طرف پھیل رہی ہے یہ صدائے احمد

صرف اسلام ہے اب امن کا رہبر جگ میں
بات قرآن کی دنیا کو سنائے احمدؑ

اب فقط ظلم کا پہرہ ہے جہاں میں ہر سُو
امن چاہو تو چلو سوئے سرائے احمد

ہر طرف عدل کی دعوت کا کرے پرچار
خوابِ غفلت سے مسلماں کو جگائے احمد

آج جو عاملِ قرآں ہے وہ پائے گا فلاح
لو تمہیں طور تسلی کا بتائے احمد

عدل و انصاف بِنا امن نہیں ہے ممکن
قریہ قریہ یہی آواز لگائے احمد

نور احمد ثاقب۔ برکینا فاسو

اداریہ

انفاق فی سبیل اللہ کی پُر حکمت تعلیم

'ہر چہ داری خرچ کن در راہِ او'

آج اس اداریہ کا عنوان ایک معروف فارسی محاورہ ہے جس کے معانی ہیں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اُس کی راہ میں خرچ کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس مضمون کو قرآن کریم کے آغاز میں سورۃ البقرہ کے ابتدائی حصہ میں آنے والی آیت مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ (البقرہ: 4) میں بیان فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے متقیوں کی علامات اور مراتب کے طور پر تیسرے نمبر پر رکھا ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ پُر معارف ارشادات پیش ہیں:

* حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیت کے متعلق اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ ہم نے اُن کو عقل، فکر، فہم، فراست اور رزق اور مال وغیرہ عطا کیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں اس کے لیے صَرف کرتے ہیں یعنی فعل کے ساتھ بھی کوشش کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 347 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

* فرمایا: "علم، مال اور دوسرے قویٰ ظاہری اور باطنی جو کچھ دیا ہے سب کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صَرف کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 118 ایڈیشن 1984ء)

* فرماتے ہیں: "رزق سے مراد صِرف مال نہیں بلکہ جو کچھ ان کو عطا ہوا۔علم، حکمت، طبابت یہ سب کچھ رزق میں ہی شامل ہے اس کو اسی میں سے خدا کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔"

(ملفوظات جلد اول ص 27 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

گویا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا، اس کو مختلف قویٰ، استعدادوں اور قوتوں سے نواز کر اس کو ہدایت فرمائی کہ وہ ان کو درست استعمال میں لاکر اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی مخلوق کے لیے خرچ کرے۔ کیونکہ انسان اپنے ساتھ تو کچھ نہ لایا، پیدائش کے وقت اس کے تَن پر کپڑے بھی نہ تھے۔ جب وہ پنگھوڑے میں تھا تو فیڈر تک نہیں پکڑ سکتا تھا۔ وہ تو آغاز میں روٹی کا نوالہ لینے کے قابل تک نہ تھا۔ جو کچھ ملا وہ محض اس خدائے واحد و یگانہ نے بِن مانگے اپنے فضل سے دیا، جس نے اسے پیدا کیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنے منظوم کلام کے ایک مصرعہ میں خوبصورتی کے ساتھ یوں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے، گھر سے تو کچھ نہ لائے

بعض لوگ اپنی خوبیوں، استعدادوں اور قویٰ کی غیر معمولی خاصیتوں کو چھپا کر رکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ اُن کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی اور اس کی استعدادوں سے مستفید نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ اپنے قویٰ کو بروئے کار نہیں لاتے۔ اور یوں کسی کو فائدہ نہ پہنچاتے ہوئے خود اپنی صلاحیتوں کے نفع سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اپنے دماغ کی مفید سوچوں اور قویٰ کے مثبت استعمال کو لاک لگا لیتے ہیں۔

یہاں ان تمام عنایات، استعدادوں اور قویٰ کو گننا اور ان کی تفصیل قرطاس ابیض پر لانا مشکل ہو جائے گا۔لیکن چند چیدہ چیدہ مفیدِ مطلب باتوں کا ذکر کرتے ہیں جن کا انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں تزکیہ کے لئے خرچ کرنا ضروری ہے۔

اول۔صحت ہے۔جس کے متعلق سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی قدر نہ کر کے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک ان میں سے صحت ہے اور دوسری فارغ البالی۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

ہم روزانہ دیکھتے ہیں کہ آج کل کھادی بیماریوں (ایسی بیماریاں جو مشینی کھادوں کی کثرت سے استعمال میں لانے اور پھر ایسی فصلوں کے استعمال کے بعد پیدا ہو رہی ہیں) کی وجہ سے انسان جلد لاغری اور خرابی صحت کی طرف جا رہا ہے۔ کسی کو ہڈیوں کے کمزور ہو جانے کے باعث گھٹنوں اور جوڑوں میں درد (arthritis) کی تکلیف ہے اور کسی کو کمر اور پٹھوں میں تکلیف اور کھنچاؤ (muscle cramps) کی۔جس کی وجہ سے یہ مریض عبادت کا وہ حق ادا نہیں کر پاتے اور اللہ کے آگے سجدہ میں جھکنے کا لُطف نہیں اٹھا سکتے جو وہ جوانی میں کر لیتے تھے۔ دو زانو بیٹھنے میں مشکل کی وجہ سے صرف کرسی پر ہی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

اس لیے صحت کو غنیمت جانتے ہوئے اگر مسجد یا نماز سینٹر قریب ہے تو پیدل چل کر باجماعت نماز پڑھنا، بھر پور صحت عطا ہونے کا اللہ تعالیٰ سے شکرانہ کا بہترین طریق ہے۔ گھر میں بھی پوری شرائط کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عبادت بجا لانا لازمی ہے۔جس میں نوافل بھی شامل ہیں۔ باہر جماعتی کاموں کے لیے صحت میں سے حصہ دینا اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا نیز بازار سے سودا سلف و دیگر ضروریات کا خیال بھی اسی زمرہ میں آتا ہے۔

آنکھ کا حصہ دینا

انسانی جسم کے اعضاء میں آنکھ کا درست استعمال بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے۔آنکھیں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کے نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ کی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ، ایم ٹی اے پر خلیفۃ المسیح کا خطبہ سننا و دیگر پروگرام دیکھنا انفاق فی سبیل اللہ میں آتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اُس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 387)

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جو عبادت یعنی نماز رکھی ہے اس میں انسان کے تقریباً سبھی اعضاء حصہ دار ہوتے ہیں جو ان کی طرف سے انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ دیگر مذاہب کی عبادتوں میں اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار یعنی submissive ہونے کے جو طریق ہیں اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو اسلامی عبادت میں جمع کر دیا ہے۔ یوں تمام اعضاء کی طرف سے اللہ کی خاطر خرچ کرنا شامل ہو جاتا ہے۔

* حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ، سورۃ البقرہ کی آیت کے اس حصہ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ جو حضور کے بیان شدہ موقف کی تائید کر رہا ہے کہ "وہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرتے ہیں۔" یعنی کوئی رزق اور نان ونفقہ کی قید نہیں۔ خدا کی تمام عنایات اور دین میں سے خرچ کرتے ہیں۔

* حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس حصہ کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

(ترجمہ از: تفسیر صغیر)

* حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ترجمہ قرآن میں اس کا ترجمہ اس طرح فرمایا ہے کہ۔ جو کچھ ہم انہیں رزق دیتے ہیں اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رزق کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو کچھ دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ عام لوگ رزق سے مراد اشیاءِ خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔علوم وفنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں یا جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔ رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاق فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اُس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی روٹی میں سے روٹی دیتے ہیں۔علم میں سے علم اور اخلاق میں سے اخلاق۔علم کا دینا تو ظاہر ہی ہے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 393 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

اپنے ہنر میں سے انفاق فی سبیل اللہ کرنا

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس کی استعدادوں کے مطابق مختلف ہنر سے نوازا ہے۔ کوئی ہومیو پیتھی یا ایلو پیتھی ڈاکٹر ہے تو کوئی یونانی طبیب اور حکیم۔ کوئی انجینئر ہے تو کوئی پروفیسر یا ٹیچر کوئی مکینک ہے یا کوئی اور ہنر جانتا ہے۔علوم وفنون کا ماہر ہے۔ کوئی مربی یا مبلغ سلسلہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنا فن، اپنا علم اور اپنا ہنر آگے لوگوں کو بانٹنا چاہیے۔ یہ سب انفاق فی سبیل اللہ ہے جو نسل در نسل بلکہ خاندان سے باہر لوگوں کی نسلوں میں جاری رہتا ہے۔ جسے صدقہ جاریہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ لیکن ہم نے بالعموم دیکھا ہے کہ ہم میں سے ہنر جاننے والے بعض لوگ کنجوس واقع ہوتے ہیں اور وہ اپنے خداداد علم اور ملکہ سے دوسروں کو مستفید نہیں کرنا چاہتے۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض پرانے زمانے کے حکیموں کی طرح قیمتی نسخہ جات اور ٹونے ٹوٹکے اپنی وفات پر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور یہ علم زمین کی تہہ در تہہ اور نہاں در نہاں گہرائیوں میں دفن ہو کر رہ جاتا ہے۔

معارف و حقائق کی تقسیم

اللہ تعالیٰ کی خداداد نعمتوں میں سے انسان کو عطا ہونے والے معارف و حقائق بھی ہیں۔ جو روحانی رموز و اسرار آگے پہنچانے کے لیے کھول کر بیان کر دینے چاہئیں۔ ایک وقت تھا کہ یہ صفحہ قرطاس پر ہاتھ سے رقم ہوتے تھے اور آج ہم ان قلمی نسخہ جات کو تبرکات کا نام دے کر انہیں اپنے سینے سے لگاتے ہیں، اپنے عزیزوں میں اس کا ذکر کرتے اور اسے بانٹتے ہیں۔ (ادارہ الفضل آن لائن بھی اپنی سابقہ اشاعتوں کا حصہ بننے والے بعض اہم تربیتی، اصلاحی، علمی اور تحقیقی تاریخی مضامین و تحریرات نشر مکرر کے طور پر 'تبرکات' کے نام سے ازسرنو شائع کرنے جا رہا ہے۔ وباللہ التوفیق) اس طرح علم بانٹنے والے لوگوں کا نام تا قیامت زندہ رہتا ہے۔ ایک انسان کے الفاظ، تقریر یا گفتگو کی صورت میں چند ایک نسلوں تک جاری رہتے ہیں پھر بھول جاتے ہیں جبکہ تحریر تادیر موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ آج کل تو سوشل میڈیا کی وجہ سے تحریر تو ویسے ہی محفوظ رہنے لگ گئی ہے اور شیئر ہونے والی تحریروں سے زیادہ لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ بطور تحدیثِ نعمت اور بغرض حصول دعا مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے۔ میں لاہور میں بطور مربی ضلع خدمت بجا لا رہا تھا کہ میرے ایک دوست اور کلاس فیلو مکرم ہادی علی چوہدری لندن سے پاکستان آئے۔ مجھے بھی

ملنے دارالذکر تشریف لے آئے۔ اس وقت تک خاکسار تین کتب کا مصنف بن چکا تھا۔ گفتگو کے دوران مجھے کہنے لگے کہ آپ کی کتب جب تک جماعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے تا قیامت رہے گی تو اس وقت تک آپ کا نام جماعتی لٹریچر میں زندہ رہے گا۔ کیونکہ آپ کی تحریرات گھروں میں اور لائبریریوں میں موجود ہوں گی۔

اوپر ایک حوالے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عقل، فکر، حکمت، فراست کو بھی رزق قرار دیا ہے۔

رزق میں حکومت بھی ہے

یہاں حکومت سے مراد کسی دائرہ میں بھی سربراہی اور انچارج شپ ہے۔ ورنہ ملکوں کی حکومت تو لاکھوں، اربوں میں سے کسی ایک کو ملتی ہے۔ اس لیے اگر ہماری جماعت میں ذیلی تنظیموں میں چھوٹے سے چھوٹے عہدہ سائق پر فائز ہے تو وہ حکومت کے زمرہ میں آتا ہے۔ اور وہ خداوند کریم و رحیم کی طرف سے ایک رزق ہے جو اسے دیا گیا ہے۔ اس کے حقوق ادا کرنا اور اپنے ماتحتوں سے شفقت اور پیار سے پیش آنا بھی ضروری ہے۔

عہدیداروں کے فرائض بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”عہدیداروں کو تو ایک اصولی ہدایت قرآن نے دے دی ہے کہ انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے ہیں۔ اگر کوئی غور کرے اور سوچے کہ انصاف کے کیا کیا تقاضے ہیں تو اس کے بعد کچھ بات رہ نہیں جاتی۔ لیکن ہر کوئی اس طرح گہری نظر سے سوچتا نہیں۔ اس طرح سوچا جائے جس طرح ایک تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے والا سوچتا ہے تو پھر تو اس کی یہ سوچ کہ ہی روح فنا ہو جاتی ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کرنے ہیں۔ لیکن نصیحت کیونکہ فائدہ دیتی ہے جیسا کہ میں نے کہا باتوں سے اور جگالی کرتے رہنے سے یاددہانی ہوتی رہتی ہے۔ بعض باتوں کی وضاحت ہو جاتی ہے اس لیے ضروری ہوتا ہے کہ مزید ذرا وضاحت کھول کر کر دی جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ عہدیدار اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ حکم فرمایا ہے کہ وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ (آل عمران:135) یعنی غصہ دبا جانے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہوں۔ تو اس کے سب سے زیادہ مخاطب عہدیداروں کو اپنے آپ کو سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ان کی جماعت میں جو پوزیشن ہے وہ ان کا نمونہ جماعت کے سامنے ہونا چاہئے وہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو عاجز بنائیں۔ اگر اصلاح کی خاطر بھی غصے کا اظہار کرنے کی ضرورت پیش بھی آ جائے تو علیحدگی میں جس کی اصلاح کرنی مقصود ہو، جس کا سمجھانا مقصود ہو اس کو سمجھا دینا چاہئے۔ تمام لوگوں کے سامنے کسی کی عزت نفس کو مجروح نہیں کرنا چاہئے اور ہر وقت چڑ چڑے پن کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ یا کسی بھی قسم کے تکبر کا مظاہرہ نہیں ہونا چاہئے۔ اصلاح کبھی چڑنے سے نہیں ہوتی بلکہ مستقل مزاجی سے درد رکھتے ہوئے اور دعا کے ساتھ نصیحت کرتے چلے جانے سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے اور ایک آدھ دفعہ کی جو غلطی ہے، اگر کوئی عادی نہیں ہے تو اس کو اصلاح کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ عفو سے کام لیا جائے۔ معاف کر دیا جائے، درگزر کر دیا جائے۔

اس لئے یہاں بھی (مراد فرانس۔ ناقل) اور دنیا میں ہر جگہ جہاں جہاں بھی جماعتیں قائم ہیں، جماعتی عہدیدار بھی اور ذیلی تنظیموں کے عہدیدار بھی اپنے رویوں میں ایک تبدیلی پیدا کریں۔ لوگوں سے پیار اور محبت کا سلوک کیا کریں۔ خاص طور پر بعض جگہ لجنہ کی طرف سے شکایات زیادہ ہوتی ہیں اور ان میں بھی خاص طور پر بچیوں یا نوجوان بچیوں اور نئے آنے والیوں جنہوں نے نظام کو پوری طرح سمجھا نہیں ہوتا، ان کے لیے تربیت کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس لیے ان کے لئے بہت خیال رکھنا چاہئے۔ کیونکہ تربیت کرنے کی جیسی آپ چھاپ لگا دیں گے بچوں پر بھی اور نئے آنے والوں پر بھی۔ آئندہ نمونہ بھی ویسے ہی نکلیں گے، آئندہ عہدیدار بھی ویسے ہی بنیں گے۔ تو خلاصہ یہ کہ غصہ کو دبانا ہے اور عفو سے کام لینا ہے درگزر سے کام لینا ہے۔ لیکن یہ نرمی بھی اس حد تک نہ ہو کہ جماعت میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔ ایسی صورت میں بہرحال اصلاح کی کوشش بھی کرنی ہے ...

حضور مزید فرماتے ہیں: پھر عہدیداروں میں جیسا کہ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر اپنے خلاف ہی شکایت ہو تو سننے کا حوصلہ ہونا چاہیے۔ ہمیشہ سچی بات کہنے سننے کی عادت ڈالیں۔ چاہے جتنا بھی کوئی عزیز یا قریبی دوست ہو اگر اس کی صحیح شکایت پہنچی ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ اگر یہ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے تو بہتر ہے کہ معذرت کر دیں کہ فلاں وجہ سے میں اس کام سے معذرت چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی ایک شخص کا کسی خدمت سے محروم ہونا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ پوری جماعت میں یا جماعت کے ایک حصے میں بے چینی پیدا کی جائے۔ یاد رکھیں جو عہدہ بھی ملا ہے چاہے وہ جماعتی عہدہ ہو یا ذیلی تنظیموں کا عہدہ ہو اس کو ایک فضل الٰہی سمجھیں۔ پہلے بھی بتا آیا ہوں اس کو اپنا حق نہ سمجھیں۔ یہ خدمت کا موقع ملا ہے تو حکم یہی ہے کہ جو لیڈر بنایا گیا ہے وہ قوم کا خادم بن کر خدمت کرے۔ صرف منہ سے کہنے کی حد تک نہیں۔ چار آدمی کھڑے ہوں تو کہہ دیا جی میں تو خادم ہوں بلکہ عملاً ہر بات سے ہر فعل سے یہ اظہار ہوتا ہو کہ یہ واقعی خدمت کرنے والے ہیں اور اگر اس نظریے سے بات نہیں کہہ رہے تو یقیناً پوچھے جائیں گے۔ جو ذمہ داری ڈالی گئی ہے اس کو پوری طرح ادا نہ کرنے کی وجہ سے یقیناً جواب طلبی ہوگی۔“

(خطبہ جمعہ 31دسمبر 2004ء۔خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 947 تا 949)

فرمایا: ”اسی طرح عہدیداروں کا بھی کام ہے کہ لوگوں کے لئے ابتلاء کا سامان نہ بنیں۔ لوگوں کو ابتلاء میں نہ ڈالیں اور سچی خیرخواہی سے ہر ایک سے سلوک کریں۔“

(خطبہ جمعہ 23 اپریل 2010ء۔خطبات مسرور جلد 8 صفحہ 194)

اخلاق فاضلہ بھی رزق میں سے ہے

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر بچے کو فطرت صحیحہ پر پیدا کرتا ہے پھر والدین اسے یہودی، نصرانی اور مسلمان بناتے ہیں۔ اس ناطے اگر کوئی انسان اخلاق فاضلہ سے مزین ہے تو اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام، اس کی دین اور فضل الٰہی ہے۔ نیک اخلاق کا چونکہ معاشرہ پر اچھا اثر پڑتا ہے اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِسے رزق الٰہی قرار دیتے ہوئے معاشرہ میں مقیم باسیوں کو اپنے اخلاق سے آراستہ کرنا اور دوسرے وجودوں میں منتقل کرنے کو رزق قرار دے کر انفاق فی سبیل اللہ کہا ہے۔

ویسے تو اس حکم کا ایک مسلمان بدرجہ اولیٰ مخاطب ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان اخلاق حسنہ کے حوالہ سے روبہ زوال ہیں۔ اور مغربی قوموں نے اسلامی اخلاق اپنا لیے ہیں۔ اسی لیے کسی نے کہا ہے کہ اگر اسلام دیکھنا ہے تو مسلمان ممالک میں دیکھ لو لیکن اگر مسلمان دیکھنے ہیں تو مغربی ممالک کو دیکھ لیں۔

انسان کی خداداد استعدادوں اور قویٰ کا تو کوئی حد حساب ہی نہیں۔ مضمون کی طوالت سے بچتے ہوئے صرف مال کا ذکر کرتے ہیں۔ بعض امیرزادے تو مالی قربانی میں زیادہ حصہ لے سکتے ہیں لیکن جن کو اللہ تعالیٰ نے قوت لایموت سے نواز رکھا ہے وہ بھی اللہ کی راہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے پاس کچھ غریب صحابہ تشریف لائے اور عرض کی کہ حضور یہ صحابہ ہم جیسی عبادات بھی ادا کرتے ہیں مگر مالی فراخی ہونے کی وجہ سے وہ ہم سے زیادہ قربانی کر جاتے ہیں تو حضور ﷺ نے ان غریب صحابہ کو یہ نسخہ بتایا کہ ہر نماز کے بعد 33 دفعہ سبحان اللہ، 33 دفعہ الحمد للہ اور 34 دفعہ اللہ اکبر باقاعدگی سے پڑھ لیا کریں۔ چند دنوں کے بعد یہ نسخہ کیمیائی دوسرے صحابہ کو بھی پتہ چل گیا اور انہوں نے بھی اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا مالی لحاظ سے غریب مگر دلوں کے لحاظ سے فیاض صحابہ نے پھر دربار رسول ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! اس نسخہ پر تو اور صحابہ نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا ہے تو فرمایا ” ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ“

(مسلم۔ کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ)

آج جماعت احمدیہ کے جاں نثار اور وفادار، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اس مبارک روش پر چلتے ہوئے مالی قربانی کرتے ہیں۔ موصی حضرات و خواتین انکم اور جائیداد کا 1/10 جبکہ ایک احمدی 1/16 انکم پر چندہ ادا کرتا ہے۔ تحریک جدید، وقف جدید، ذیلی تنظیموں کے چندہ جات و دیگر اس کے علاوہ ہیں۔ یہ خدا کی عنایت ہے۔ جس میں انفاق فی سبیل اللہ کرتے ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

میں نے یہاں بعض اہم اور وسیع پیمانے پر بنائے گئے ڈیپارٹمنٹل اسٹورز کے باہر بڑے بڑے سائز کے بکس پڑے دیکھے ہیں جن پر لکھا ہوتا ہے کہ محتاج افراد کے لئے۔ اور لوگ خریداری کے بعد چیزیں اس میں ڈال کر چلے جاتے ہیں۔ یہی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے رزق کا انفاق فی سبیل اللہ ہے۔

بزرگوں کی پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ آپ نے بھی تو ”دِتّے وچوں دینا اے، پلیوں تے نئیں دینا“ یعنی اللہ کی طرف سے ملنے والے رزق میں سے دینا ہے کون سا اپنی طرف سے بنائے گئے میں سے دینا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ”جو کچھ خدا نے اس کو دیا اس میں سے کچھ خدا کے نام کا دیا۔ حق یہ ہے کہ اگر وہ آنکھ رکھتا تو دیکھ لیتا کہ اس کا کچھ بھی نہیں سب خدا تعالیٰ کا ہی ہے۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 26)

پھر ان استعدادوں کو مخلوق کے لیے خرچ کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

”یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کسی کو دیا ہے، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ دینی خدمات کے لیے متمول لوگوں کو بڑے بڑے موقعے مل جاتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 497-498)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے تمام خداداد قویٰ، عنایات اور استعدادوں کو حقیقی معنوں میں خرچ کرنے کی توفیق دے اور اس انفاق فی سبیل اللہ کو قبولیت کا درجہ دے کر ہمیں مزید انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(ابو سعید)

عائشہ چودھری۔ جرمنی

سورۃ صٓ اور الزُّمر کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ صٓ

یہ سورۃ مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی نواسی آیات ہیں۔

اس سورتِ کریمہ کا آغاز بھی حروفِ مقطعات میں سے ایک حرف ص سے فرمایا گیا ہے جس کی ایک تشریح مفسرین یہ بیان کرتے ہیں کہ ص سے مراد ''صَادِقُ الْقَوْل'' ہے یعنی وہ اللہ جس کی باتیں ضرور پوری ہو کر رہیں گی۔ اور قرآن کو جو عظیم نصیحتوں پر مشتمل ہے اس بات پر گواہ ٹھہرایا گیا ہے کہ اس قرآن کا انکار محض جھوٹی عزت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی مخالفت کی وجہ سے ہے۔

اسی سورت میں حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کا نظارہ پیش کیا گیا ہے جس سے انسانی فطرت کی حرص ظاہر ہوتی ہے کہ اگر اسے نناوے فی صدی بھی غلبہ عطا ہو جائے تو پھر وہ سو فیصد غلبہ چاہتا ہے اور کمزوروں اور غریبوں کے لئے ایک فی صد بھی نہیں چھوڑتا۔ گزشتہ سورت میں جو بڑی بڑی طاقتوں کی جنگوں کا ذکر ملتا ہے ان کا بھی صرف یہی مقصد ہے کہ تمام غریب ملکوں سے بادشاہت کے تمام حقوق چھین لیں اور بلا شرکت غیرے سب دنیا پر حکومت کریں۔ بالفاظ دیگر مگر یہ خدائی کا دعویٰ ہے۔ اس کے بعد نوع انسان کو حضرت داؤد علیہ اصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے یہ نصیحت فرمائی گئی ہے کہ آپس کے جھگڑوں کا فیصلہ حق کے ساتھ کرنا چاہئے ظلم اور تعدّی سے نہیں۔

اسی سورت میں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ ذکر ملتا ہے کہ آپؑ کو گھوڑوں سے بہت محبت تھی۔ اس واقعہ کی غلط تفسیر کرتے ہوئے بعض علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپؑ گھوڑوں کو تھپکیاں دے رہے تھے اور ان کی ٹانگوں پر ہاتھ پھیر رہے تھے کہ نماز کا وقت نکل گیا، اس پر حضرت سلیمانؑ نے اپنی اس غفلت کا غصہ ان بے چارے گھوڑوں پر اُتارا اور ان کے قتلِ عام کا حکم دیا۔ لیکن اس انتہائی مضحکہ خیز تفسیر کو وہ آیت کلیتہً جھٹلا رہی ہے جس میں حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ان کو میری طرف واپس لے آؤ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ کی خاطر جہاد کے لئے جو سواریاں عطا ہوتی ہیں وہ ان سے بے حد محبت کرتے ہیں اور بار بار اُن کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میری اُمّت کے لئے ایسے گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لئے برکت رکھ دی گئی ہے جو بغرضِ جہاد تیار کئے جاتے ہیں۔

اسی سورت میں حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک عظیم الشان صاحب صبر نبی کے طور پر بطور مثال پیش فرمایا گیا ہے اور وہ حقائق پیش فرمائے ہیں جو بائیبل میں کئی قسم کی عجیب وغریب کہانیوں کی صورت میں ملتے ہیں۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 800)

سورۃ الزُّمر

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھہتر آیات ہیں۔

اس سے پہلی سورت کے آخر میں دین کو اللہ کے لئے خالص کرنے والے ایسے بندوں کا ذکر ہے جنہوں نے شیطان کی عبادت کا انکار کیا اور خالصتہً اللہ تعالیٰ کی عبادت میں سربسجود رہے۔ اور اس سورت کے آغاز ہی میں یہ اعلان ہے کہ اے رسول! دین کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کر۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خالص دین کو ہی قبول فرماتا ہے۔

اس کے بعد مشرکین کی ایک دلیل کا ردّ فرمایا گیا ہے۔ وہ بت پرستی کی عموماً یہ توجیہ پیش کرتے ہیں کہ یہ مصنوعی خدا ہمیں اللہ کے قریب کرنے کا وسیلہ بنتے ہیں۔ فرمایا ہرگز ایسا نہیں بلکہ وسیلہ تو وہی بنے گا جس کا دین آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح خالص ہے اور اس میں شرک کا کوئی شائبہ تک نہیں۔

اس کے بعد اس حقیقت کا اعادہ فرمایا گیا ہے کہ انسانی زندگی کا آغاز نفسِ واحدہ سے ہوا تھا۔ پھر جب انسان ماں کے رحم میں بطور جنین اپنی ترقی کی منازل طے کرنے لگا تو وہ جنین تین اندھیروں میں چھپا ہوا تھا۔ پہلا اندھیرا ماں کے پیٹ کا اندھیرا ہے جس نے رِحم کو ڈھانکا ہوا ہے۔ دوسرا اندھیرا خود رِحم کا اندھیرا ہے جس میں جنین پرورش پاتا ہے اور تیسرا اس پلیسنٹا(Placenta) کا اندھیرا ہے جو رِحم مادر کے اندر جنین کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان کرنے کا اذن دیا کہ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کو اسی کے لئے خالص کر دوں۔ اس کے بعد فرمایا کہ تُو کہہ دے کہ اللہ ہی ہے جس کے لئے میں اپنے دین کو خالص کرتے ہوئے عبادت کرتا رہوں گا۔ تم اپنی جگہ اس کے سوا جس کی چاہے عبادت کرتے پھرو۔ اور ان کو بتادے کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو یہ بہت گھاٹے والا سودا ہو گا کیونکہ وہ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی اس کجی کے ذریعہ گمراہ کرنے کا موجب بنیں گے۔

اس کے بعد یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر کے لئے کشادہ فرما دیا ہو یا دوسرے لفظوں میں جسے شرح صدر عطا فرما دیا گیا ہو۔ اس کا جواب ظاہراً مذکور نہیں مگر اس سوال میں ہی مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے شخص سے بہتر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ پس بہت ہی بدقسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے ربّ کے ذکر سے غافل رہتے ہیں۔

اس سورت کی آیت نمبر 24 میں یہ اعلان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تجھ سے ایک بہت ہی دلکش بات بیان فرماتا ہے جو یہ ہے کہ اللہ نے تجھ پر ایک بار بار پڑھی جانے والی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں بعض ایسی آیات بھی ہیں جو متشابہات ہیں اور وہ جوڑا جوڑا ہیں۔ مگر ان کی تشریح میں بعینہٖ اس سے ملتی جلتی اور بھی آیات موجود ہیں جو حق کی جستجو کرنے والوں کو متشابہ آیات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائیں گی۔ یہ وہی مضمون ہے جو یُفَسِّرُ بَعْضُه بَعْضًا میں بیان ہوا ہے۔ ایک دوسری جگہ فرمایا کہ جو رَاسِخُوْنَ فِي الْعَلْمِ ہیں ان کے سامنے تو کوئی آیت بھی متشابہ نہیں رہتی۔

اسی سورت میں وہ آیتِ کریمہ بھی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوئی تھی اور حضور نے ایک انگوٹھی تیار کروا کر اس کے نگینہ میں اسے کندہ کرایا تھا یعنی اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں) اسی مناسبت سے احمدی ایسی انگوٹھیاں تبرکاً اور نیک فال کے طور پر اپنی انگلیوں میں پہنتے ہیں۔

اسی سورت کی آیت نمبر 43 میں ایک عظیم الشان راز سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے جس میں روح یا شعور بار بار ڈوبتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام مقرر فرما دیا ہے کہ عین معیّن وقت پر دماغ کی تہہ سے ٹکرا کر پھر واپس ابھر آتا ہے۔ سائنس دانوں نے اس پر تحقیق کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ واقعہ معیّن وقت میں ایک سوئے ہوئے شخص سے بار بار پیش آتا رہتا ہے۔ اس معیّن وقت کو ایک اٹامک گھڑی سے بھی ناپا جا سکتا ہے اور اس مدّت میں کسی قسم کا کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس نفس کو ڈوبنے کے بعد دوبارہ واپس نہیں بھیجتا تو اسی کا نام موت یا وفات ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا اور اس دنیا سے ہمیشہ جدائی کا ذکر آرہا ہے اس لئے وہ جو جوابدہی کا خوف رکھتے ہیں ان کو یہ خوشخبری بھی دیدی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہوں کو معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیونکہ وہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ پس اللہ کے حضور جھکو اور اسی کے سپرد ہو جاؤ پیشتر اس سے کہ وہ عذاب تمہیں آپکڑے اور پھر توبہ سے پہلے تمہاری موت واقع ہو جائے اور انسان حسرت سے یہ اعلان کرے کہ کاش میں اللہ تعالیٰ کے پہلو میں یعنی اس کی نظر کے سامنے اس قدر گناہوں کی جرأت نہ کرتا۔

اس سورت کا نام الزُّمَر ہے اور آخر پر دو آیات میں زُمَر (گروہ) کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیا گیا ہے۔ ایک وہ ہیں جو گروہ در گروہ جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے اور ایک وہ جو گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جائے جائیں گے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 813-814)

غلام مصباح بلوچ۔ نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا

حضرت محمد دین ٹیلر ماسٹر رضی اللہ عنہ۔ سیالکوٹ

حضرت محمد الدین رضی اللہ عنہ ولد میاں امیر بخش صاحب قوم جنجوعہ راجپوت سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے لحاظ سے ٹیلر ماسٹر تھے۔ آپ راولپنڈی میں تھے کہ جہاں سے جنوری 1903ء میں حضرت اقدس علیہ السلام کے سفر جہلم کے موقع پر حاضر ہو کر بیعت کا شرف پایا۔ آپ بیان کرتے ہیں: ''میں نے کبھی حضور کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ بڑے شوق سے میر حامد شاہ صاحب، مولوی عبدالکریم صاحب کی مجلس میں جا کر ان کی باتیں سنا کرتا تھا۔ ان کی باتیں مجھے بہت پیاری معلوم ہوتی تھیں۔.... میں 1903ء میں راولپنڈی میں تھا کہ سنا کہ حضرت صاحب جہلم مقدمہ کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ میں جہلم سحری کے وقت اسٹیشن پر اترا۔ میرے ساتھ ایک سیالکوٹ کا خوجہ تھا۔ میں نے اسے کہا کہ تم کہاں جاتے ہو؟ کہنے لگا کہ مرزا کو دیکھنے چلا ہوں۔ میں نے کہا کیا دیکھنے جاتا ہے کہنے لگا کہ انہوں نے ہاتھوں میں گتھلیاں ڈالی ہوئی ہیں اور منہ پر کپڑا ڈالے رکھتے ہیں۔ میں نے اس کو کہا اگر ایسا نہ ہوا تو پھر؟ اس نے پھر یہی بات دہرائی۔ مجھے اس پر غصہ آیا اور کہا چلو میں تمہیں ابھی دکھاتا ہوں۔ جب ہم کوٹھی کے پاس پہنچے تو وہ کھسک گیا۔ فجر کا وقت تھا۔ کوٹھی کے اندر مولوی محمد احسن صاحب وعظ کر رہے تھے۔ میں نے خیال کیا کہ یہ مرزا صاحب ہیں۔ جب انہوں نے وعظ میں حضرت صاحب کا ذکر کیا تو میں سمجھا کہ یہ مرزا صاحب نہیں ہیں۔ اس کے بعد روٹی کا وقت ہوا۔ سیالکوٹ کے ایک منشی عبداللہ تھے۔ وہ بھی روٹی کھا رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر کہا کہ آپ بھی بیٹھ کر روٹی کھالیں۔ میں نے کہا اچھا مگر میں نے کھائی نہیں۔ میں مرزا صاحب کی تلاش میں تھا۔ میں کوٹھی میں گیا تو مرزا صاحب حضرت مولوی نورالدین صاحب وغیرہ کھانا کھا رہے تھے۔ میرے خیال میں اس وقت آیا کہ اگر مجھے کوئی کہے کہ اس جگہ کھانا کھا لو تو میں بیٹھ جاؤں۔ میں یہ خیال ہی کر رہا تھا کہ اسی منشی عبداللہ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہاں بیٹھ جاؤ اور کھانا کھالو۔ میں اس جگہ بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب بھی اس جگہ کھانا کھا رہے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر مرزا صاحب کی پلیٹ سے کوئی لقمہ مل جائے تو بڑا خوش قسمت ہوں گا۔ اسی وقت مولوی عبدالکریم صاحب نے حضرت صاحب کے آگے سے وہ پلیٹ اٹھالی۔ خود بھی اس میں سے تبرک کھایا اور وہ پلیٹ گھومتی گھومتی میرے پاس بھی پہنچ گئی۔ چنانچہ مجھے بھی اس میں سے ایک لقمہ مل گیا۔ اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ جن لوگوں نے بیعت کرنی ہے وہ کرلیں۔ بے شمار لوگ بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ میں بہت دور بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر حضرت صاحب کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی جائے تو وہ ٹھیک ہو گی اور میں ایسا ہی کروں گا۔ جو منتظم تھے وہ کہنے لگے کہ بھائی ذرا آگے آگے ہو جاؤ۔ آگے ہوتے ہوتے میں حضرت صاحب کے نزدیک پہنچ گیا اور جو کچھ میرے دل میں خیال آیا تھا خدا نے پورا کر دیا اور میرا ہاتھ حضرت صاحب کے ہاتھ پر رکھا گیا۔ باقی لوگوں نے میرے ہاتھ پر اور کندھوں پر اور پگڑیوں کے ذریعہ بیعت کی۔ پھر حضور کچہری میں تشریف لے گئے....'' (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 10 صفحہ 162) سفر جہلم کے موقع پر بیعت کنندگان میں آپ کا نام 168 نمبر یوں شامل ہے: ''محمد دین صاحب ٹیلر ماسٹر راولپنڈی''

(بدر 23- 30 جنوری 1903ء صفحہ 14 کالم 2)

آپ کے بیٹوں میں چودھری حاکم دین صاحب ایڈووکیٹ اور ڈاکٹر لال دین صاحب تھے۔ حضرت چودھری سر ظفر اللہ خان صاحبؓ 1915ء کی بات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''چودھری حاکم دین صاحب اور ڈاکٹر لال دین صاحب کے والد جو بڑے مخلص، متقی اور بڑے متواضع بزرگ تھے، دھرم سالہ میں گورکھا رجمنٹ میں ٹیلر ماسٹر تھے، ان کے دونوں صاحبزادگان گرمیوں میں ان کے پاس گئے ہوئے تھے.... اگست کے آخر میں دھرم سالہ کے لیے روانہ ہوا.... ماسٹر محمد دین صاحب کی رہائش تو رجمنٹ میں تھی لیکن ہمارے لیے انھوں نے مکان قصبے کی آبادی میں لے رکھا تھا۔ ہر شام وہ کھانا ہمارے ساتھ کھاتے تھے اور کچھ وقت ہمارے ساتھ گزارتے تھے۔''

(تحدیث نعمت صفحہ 131، 135)

اخبار الفضل 20/ مئی 1920ء صفحہ 2 پر آپ کی طرف سے اپنے بیٹے چودھری حاکم دین صاحب کی وکالت کے امتحان میں کامیابی کے لیے درخواست دعا کا اعلان ہے، یہاں بھی آپ کے نام کے ساتھ گورکھا پلٹن چھاؤنی دھرم سالہ لکھا ہے۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی تھے، (وصیت نمبر 5608۔ الفضل 31 مئی 1940ء) آخری عمر میں آپ اپنے بیٹے مکرم چوہدری حاکم دین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ کے ہاں مقیم رہے۔ مورخہ 22/ نومبر 1941ء کو بعمر 69 سال وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

(الفضل 27/ نومبر 1941ء صفحہ 2)

آپ کے بیٹے مکرم چوہدری حاکم دین صاحب بی اے ایل ایل بی 1946ء میں کمپالہ (یوگنڈا) چلے گئے تھے جہاں 1960ء میں وفات پائی۔ دوسرے بیٹے مکرم ڈاکٹر لعل دین احمد صاحب (وفات: 8/ مئی 1973ء) ایم بی ایس کا امتحان پاس کر کے 1926ء میں ہی کمپالہ چلے گئے تھے جہاں طبی خدمات کے علاوہ جماعتی خدمات میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ آپ کا ذکر خیر تاریخ احمدیت جلد 29 صفحہ 388 پر موجود ہے۔ (وصیت الفضل یکم فروری 1936ء) تیسرے بیٹے مکرم محمد امین صاحب تھے۔

رپورٹ: ریاض محمود باجوہ۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن، جرمنی

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ 14/ نومبر 2021ء بروز اتوار جماعت احمدیہ "نوئے ویڈ" نے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کیا۔ یہ جلسہ اگرچہ آن لائن تھا لیکن پروگرام میں حصہ لینے والے سبھی چھوٹے بڑے "بیت الرحیم" میں جمع ہوئے۔

تین بجے بعد دوپہر زیر صدارت مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت اس مبارک جلسہ کا آغاز ہوا۔

مکرم مصباح الرحمان ثاقب صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ نوئے ویڈ نے سورۃ الفتح آیات 28 تا 30 کی تلاوت کی اور ساتھ اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ مکرم اسد عالم سوئل صاحب (سیکرٹری اشاعت) نے تلاوت کی گئی آیات قرآنیہ کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

مکرم نصر اللہ احمد صاحب نے درثمین اردو سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھ کر سنایا۔ جس کا جرمن ترجمہ عزیزم فرخ اعظم صاحب نے پیش کیا۔

اس کے بعد اردو تقریر تھی جو خاکسار (ریاض محمود باجوہ مربی سلسلہ (آنریری) جماعت احمدیہ نوئے ویڈ) نے کی۔ تقریر کا موضوع تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیکر شرم و حیا"

ایک تقریر جرمن زبان میں تھی جو مکرم ارادش احمد خالد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ نوئے ویڈ نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عفت و پاکدامنی کا نمونہ"

قصیدہ و ترانہ گروپ کی صورت میں مکرم مصباح الرحمان ثاقب صاحب، عزیزم فیضان احمد ثاقب صاحب اور عزیزم سفیر احمد سوئل صاحب نے پیش کیا۔

ایک تقریر پروگرام کے آخر میں مکرم مشہود احمد ادیب صاحب مربی سلسلہ کی تھی۔ آپ نے جرمن اور اردو زبان میں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ" پر نہایت احسن رنگ میں جامع مانع تقریر کی۔

اجلاس کے اختتام پر مکرم محمد عالم سوئل صاحب صدر جماعت نے بعض اعلانات کئے۔ اس کے بعد مسجد میں موجود افراد جماعت کے ساتھ مل کر بآواز بلند خاکسار نے درود شریف دہرایا اور اختتامی دعا کرائی۔

مسجد میں ہی ریفریشمنٹ کا کچھ انتظام تھا۔ جس میں شرکاء اجلاس جو مسجد میں موجود تھے شامل ہوئے۔

(نوٹ) 1928ء کا سال تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی مذہبی تاریخ پر اس سال نے گہرا اثر ڈالا۔ یہ وہ سال تھا جب جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم پر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسوں کا آغاز ہوا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب کے تحت یہ سکیم شروع کی گئی کہ لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ سے آگاہ کیا جائے۔ ان جلسوں میں مقررین کا مسلمان ہونا ضروری نہیں تھا۔ یعنی غیر مسلم بھی تقریر کر سکتے تھے۔

ان جلسوں میں تقریر کے لئے موضوعات درج ذیل تھے:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی نوع انسان کے لئے قربانیاں

۲۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی

۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا پر احسانات

(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ احمدیت جلد 5 جدید ایڈیشن)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو، کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 28

صفت Adjective

آج ہم اردو زبان میں صفت کے متعلق بحث کریں گے۔ اس کی کتنی اقسام ہیں اور اس کا درست استعمال کیسے ہوتا ہے نیز یہ کہ صفت ایک اسم میں کیا کیا تبدیلیاں پیدا کرسکتی ہے۔صفت کسی بھی اسم کی حالت، کیفیت، تعداد اور مقدار وغیرہ کے بارے میں بتاتی ہے۔صفت کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ یہ اسم کی حالت کو محدود کردیتی ہے۔ جیسے (لوگ) ایک اسم یا ناؤن ہے لیکن بغیر کسی صفت کے یہ وسیع یا غیر معین معنی دے رہا ہے مگر جب اس کے ساتھ کوئی صفت لگائیں گے تو اس اسم کا دائرہ محدود ہوجائے گا۔ جیسے اچھے لوگ، بیکار لوگ، بے روزگار لوگ، برے لوگ تو اس طرح ایک صفت اسم کی درجہ بندی کردیتی ہے اسے ایک مخصوص کیٹیگری میں بند کردیتی ہے۔

صفت کی اقسام

1۔صفت ذاتی
2۔صفت نسبتی
3۔صفت عددی
4۔صفت مقداری
5۔صفت ضمیری

صفت ذاتی

یہ اسم کی ایسی صفت ہوتی ہے جو اس کی اندرونی یا بیرونی حالت بیان کرے جیسے ہلکا، بھاری، ٹھوس، سبز وغیرہ۔

اس صفت کو بنانے کے لئے بعض اوقات دوسرے اسما (اسم یا ناؤن کی جمع) یا افعال (فعل یا ورب کی جمع) استعمال ہوتے ہیں۔مثلاً لڑنا ایک فعل ہے تو اس سے لڑا کا صفت بنے گی اسی طرح کھیل ایک اسم ہے تو اس سے کھلاڑی صفت ہے۔

اکثر اس صفت، یعنی صفت ذاتی کو بنانے کے کے لئے دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے ہنسی ایک اسم تو اس سے صفت بنانے کے لئے دو الفاظ استعمال ہوں گے یعنی ہنس اور مکھ (چہرہ) اور صفت بنے گی ہنس مکھ۔تو آدمی زیادہ تر خوش مزاج رہتا ہو سب سے ہنس کر بات کرتا ہو اسے ہنس مکھ کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص بد لحاظ ہو اور بے ادبی سے بات کرتا ہو اسے منہ پھٹ کہا جاتا ہے۔

اسی طرح بعض فارسی زبان میں استعمال ہونے والی علامتیں عربی اور ہندی الفاظ کے ساتھ لگا کر اردو زبان میں صفات بنائی جاتی ہیں۔ وہ علامتیں ہیں مند، نا، بے، دار وغیرہ اور ان کے ذریعے بننے والی صفات کی مثالیں ہیں سعادت مند، ارادت مند، احسان مند، ناشکرا، نافرمان، ناشائستہ، ناگوار، نالائق، بے فکر، بے چین، بے بس، بے یار و مددگار، بے سبب، سمجھ دار، جمع دار، پہرہ دار، چوکیدار، وفادار وغیرہ

بذات خود زبان فارسی اور زبان عربی کی ایسی صفات جو ذاتی ہیں اردو زبان میں کثرت سے استعمال ہوتی ہیں۔ جیسے دانا، احمق، بینا، شریف، نفیس وغیرہ۔یعنی یہ صفات بنائی نہیں گئیں بلکہ اپنی اصل حالت میں ہی اردو میں آگئی ہیں۔

صفات ذاتی کے تین مدارج Degrees of adjective:

درجہ اول میں جو صفت بیان ہوتی ہے وہ صرف اسی چیز یا اسم تک اپنا اثر ڈالتی ہے جس کی بات ہورہی ہو جیسے اچھا یا برا

درجہ دوم میں صفت کے ذریعے دو چیزوں کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ایک کو دوسرے پہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے لئے حرف (سے) کا اضافہ کردیا جاتا ہے۔ جیسے یہ کپڑا اس سے اچھا (صفت) ہے۔ راشد، اکبر سے طاقتور (صفت) ہے۔کینیڈا رقبے کے لحاظ سے پاکستان سے بڑا (صفت) ہے۔

درجہ سوم میں ایک چیز کو اس قسم کی سب چیزوں پہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اس کے لئے (سب سے) کا استعمال ہوتا ہے۔ جیسے چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہ کپڑا سب کپڑوں میں سب سے اچھا ہے۔ جماعت (کلاس) میں یہ لڑکا سب سے ہشیار (سمارٹ) ہے۔

بعض الفاظ صفات کے ساتھ اس صورت میں استعمال کئے جاتے ہیں جب صفت کو مبالغے کا رنگ دینا ہو، اس میں زور پیدا کرنا ہو۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔

بہت، بہت اچھا، بہت ہی اچھا مثلاًیہ منظر بہت پیارا ہے۔اس شہر کا موسم بہت اچھا ہے۔ یہ رنگ تو بہت ہی پھیکا ہے۔

پھر ایک لفظ صفت کے درجہ دوم پہ استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا مقصد بھی بات میں زور یا مبالغہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ وہ لفظ ہے (کہیں)۔مثلاًیہ لڑکا تو اس لڑکے سے کہیں بہتر ہے۔تو مقصد موازنہ ہی ہے جو کہ صفت ذاتی کے درجہ دوم پہ کیا جاتا ہے مگر بات میں مبالغہ لایا گیا ہے۔جس کا مقصد یہ ہے کہ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ یہ لڑکا سب سے بہتر ہے مگر اس لڑکے سے کئی گنا بہتر ہے۔

ایک اور لفظ ہے (زیادہ) یہ بھی درجہ دوم میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے یہ زیادہ اچھا ہے۔ اس کا استعمال عام طور پہ سوال کے جواب میں کیا جاتا ہے۔ جب کوئی آپ سے دو چیزوں کے بارے میں رائے مانگے اور بظاہر دونوں چیزیں قابل تعریف ہوں تو فیصلہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ اچھی ہے۔

اس طرح حجم یا شان و شوکت کے درست بیان کے لئے بعض الفاظ کا صفت کے ساتھ اضافہ کیا جاتا ہے۔ یہ الفاظ ہیں بڑا، کافی، بہت وغیرہ۔ جیسے کہیں کہ میں ایک لمبا سانپ دیکھا۔اب آپ کہنا چاہتے ہیں کہ چھوٹا موٹا نہیں بلکہ بہت لمبا سانپ، پوچھنے والا پوچھتا ہے کتنا لمبا سانپ تو آپ کہیں گے کافی لمبا سانپ، بڑا لمبا سانپ وغیرہ۔ تو یہ الفاظ منظر کی درست تصویر کشی کے لئے استعمال ہوں گے۔ باقی آئندہ ان شاء اللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ظالم حاکم

اگر حاکم ظالم ہو تو اس کو برا نہ کہتے پھرو۔ بلکہ اپنی حالت میں اصلاح کرو۔ خدا اس کو بدل دے گا یا اسی کو نیک کردے گا۔ جو تکلیف آتی ہے وہ اپنی ہی بدعملیوں کے سبب آتی ہے، ورنہ مومن کے ساتھ خدا کا ستارہ ہوتا ہے۔ مومن کے لئے خدا تعالیٰ آپ سامان مہیا کر دیتا ہے۔میری نصیحت یہی ہے کہ ہر طرح سے تم نیکی کا نمونہ بنو۔ خدا کے حقوق بھی تلف نہ کرو اور بندوں کے حقوق بھی تلف نہ کرو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 170 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

ظالم: ظلم کرنے والا، انصاف نہ کرنے والا، حقوق کو دبانے والا
حاکم: ملکی سطح پہ بادشاہ، وزیر اعظم، صدر، صوبائی سطح پہ گورنر، وزیر اعلیٰ، ضلعی سطح پہ پولیس کا افسر وغیرہ
حالت میں اصلاح کرنا: اخلاقی اور روحانی ترقی کرنا، علوم، ہنر سیکھنا، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا، دیانت داری سے قومی، شہری حقوق و فرائض ادا کرنا۔
بدعملیاں: برے کام، بد دیانتی، خیانت، جھوٹ، حقوق دبانا جرائم وغیرہ
خدا کا ستارہ: یعنی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہر تقدیر خیر و شر ہے۔
تلف کرنا: ختم کرنا۔ مارنا، دبانا وغیرہ
حقوق: حق کی جمع

آج کی دعا

شفا یابی کی دعا

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجَعِ

(ابوداؤد کِتَابُ الطِّبِّ بَابٌ کَیْفَ الرُّقٰی حدیث 3892)

ترجمہ: ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ (اے اللہ!) تیرا نام مقدس ہے’ آسمان اور زمین میں تیرا حکم نافذ ہے’ تیری رحمت جس طرح آسمان میں (عام) ہے زمین میں بھی (عام) کر دے’ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے’ تو پاک لوگوں کا رب ہے’ اپنی رحمت اور شفاء کا ایک حصہ اس بیماری پر نازل فر دے۔

سیدنا حضرت ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا’ آپ ﷺ فرماتے تھے ’’تم میں سے جس کو کوئی تکلیف ہو جائے یا اس کا بھائی بیمار ہو جائے تو اسے یوں دم کرے (مندرجہ بالا دعا) تو وہ شفاء پا جائے گا۔‘‘

پیارے امام عالی مقام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آج کل جو وبا (کرونا) پھیلی ہوئی ہے اس کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ اس وبا سے بھی جلد نجات دے اور وہیں دوبارہ ایسے حالات پیدا ہوں جہاں امن ہو اور دوبارہ نارمل حالات پہ دنیا آ جائے لیکن یہ تبھی ممکن ہے جب دنیا والے خدا تعالیٰ کو پہچانیں گے، اللہ کا حق ادا کرنے والے بنیں گے اور اس کے بندوں کا حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ عید الفطر بیان فرمودہ مورخہ 14 مئی 2021ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

قمر احمد ظفر۔ جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ 12؍نومبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضرت حفصہؓ بنت عمرؓ نے ایک دفعہ اپنے والدِ بزرگوار سے کہا، اے امیرالمؤمنین! (ایک روایت میں یہ ہے کہ اِس طرح مخاطب کیا، اے میرے باپ!) اللہ نے رزق کو وسیع کیا ہے اور آپؓ کو فتوحات عطاء کی ہیں اور کثرت سے مال عطاء کیا ہے کیوں نہ آپؓ اپنے کھانے سے زیادہ نرم غذا کھایا کریں اور اپنے اِس لباس سے زیادہ نرم لباس پہنا کریں، اِس پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: مَیں تم سے ہی اِس امر کا فیصلہ چاہوں گا، کیا تمہیں یاد نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو زندگی میں کتنی سختیاں گزارنی پڑیں، راوی کہتے ہیں کہ آپؓ مسلسل حضرت حفصہؓ کو یہ یاد دلاتے رہے یہاں تک کہ حضرت حفصہؓ کو رُلا دیا پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا، اللہ کی قسم! جہاں تک مجھ میں طاقت ہو گی میں رسول اللہؐ اور حضرت ابوبکرؓ کی زندگیوں کی سختی میں شامل رہوں گا تا کہ شائد مَیں اِن دونوں کی راحت کی زندگی میں بھی شریک ہو جاؤں۔

سوال: حضرت المصلح الموعودؓ نے ایک خطبہ میں کس کے سلسلہ میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسولِ کریمؐ کا زمانہ خوف وخطر کا زمانہ تھا، اُس وقت آپؐ نے مسلمانوں کو جو احکام دیئے تھے ہم اُن سے سبق حاصل کر سکتے ہیں، آپؐ کا اپنا طریق بھی یہ تھا اور ہدایت بھی آپؐ نے یہ کر رکھی تھی کہ ایک سے زیادہ سالن استعمال نہ کیا جائے؟

جواب: تحریکِ جدید

سوال: ایک دفعہ حضرت عمرؓ کے سامنے سرکہ اور نمک رکھا گیا تو آپؓ نے فرمایا! یہ دو کھانے کیوں رکھے گئے ہیں جبکہ رسولِ کریمؐ نے صرف ایک کھانے کا حکم دیا ہے، حضرت المصلح الموعودؓ نے حضرت عمرؓ کے اِس فعل کی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے؟

جواب: اگرچہ حضرت عمرؓ کا یہ فعل رسولِ کریمؐ کی محبت کے جذبہ کی وجہ سے غُلُوّ کا پہلو رکھتا ہوا معلوم ہوتا ہے، غالباً رسول کریمؐ کا یہ منشاء نہ تھا لیکن اِس مثال سے یہ ضرور پتا چلتا ہے کہ آپؐ نے دیکھ کر کہ مسلمانوں کو سادگی کی ضرورت ہے، اِس کی کس قدر تاکید کی تھی۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت المصلح الموعودؓ کے مندرجہ ذیل ارشاد کی کیا تصریح پیش فرمائی؟
’’حضرت عمرؓ والا مطالبہ تو مَیں نہیں کرتا۔۔۔ مگر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آج سے تین سال کے لئے، جس کے دوران میں ایک ایک سال کے بعد دوبارہ اعلان کرتا رہوں گا تا کہ اگر اِن تین سالوں میں حالتِ خوف بدل جائے تو احکام بھی بدلے جا سکیں، ہر احمدی جو اِس جنگ میں ہمارے ساتھ شامل ہونا چاہے، یہ اقرار کرے کہ وہ آج سے صِرف ایک سالن استعمال کرے گا۔‘‘

جواب: یہ اُس زمانہ کی بات ہے جب تحریکِ جدید کا اعلان فرمایا تھا اور اُس وقت ضرورت تھی جماعت کو اور تحریک کی کہ اپنے خرچے کم کر کے چندہ دو، اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب حالات مختلف ہیں اِس لئے یہ پابندی نہیں ہے لیکن پھر بھی اِسراف سے کام نہیں لینا چاہیئے۔

سوال: کس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ عبادالرحمٰن وہ ہوتے ہیں جو اپنے مالوں میں اسراف نہ کرتے ہوں، وہ اپنے مالوں کو ریاء اور دکھاوے کے لئے خرچ نہ کرتے ہوں بلکہ فائدہ اور نفع کے لئے صَرف کرتے ہوں، پھر اپنے مالوں کو ایسی جگہ دینے سے نہ روکیں جہاں دینا ضروری ہو اور اُن کا قوام ہو (یعنی درمیانی ہو) اِس فائدہ کا ذریعہ بن رہا ہو، نہ اپنے مالوں کو اِس طرح لُوٹائیں جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے ماتحت نہ ہو اور نہ اِس طرح روکیں کہ جائز حقوق کو بھی ادا نہ کریں؟

جواب: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا
(الفرقان: 68)

سوال: حضرت عمرؓ دکھاوے اور شان و شوکت والے لباس کے اِس قدر خلاف تھے کہ مفتوح دشمن کے لئے بھی یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ وہ کوئی ایسا لباس پہن کے اُن کے سامنے آئے جو شان و شوکت والا ہو، اِس کی بابت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کس کے واقعہ کی مختصر تفصیل پیش فرمائی؟

جواب: فارسیوں کے سپہ سالار ہُرمزان

سوال: حضرت عروہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے عمرؓ بن خطاب کو کندھے پر پانی کا ایک مشکیزہ اٹھائے ہوا دیکھا تو مَیں نے کہا، اے امیرالمؤمنین! آپؓ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے، اِس پر آپؓ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: جب وفود اطاعت و فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے میرے پاس آئے تو میرے دل میں اپنی بڑائی کا احساس ہوا، اِس لئے مَیں نے اِس بڑائی کو توڑنا ضروری سمجھا!

سوال: کون اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرؓ بن خطاب کے ساتھ مکّہ سے قافلہ کی صورت میں واپس آ رہے تھے، یہاں تک کہ ہم ضجنان کی گھاٹیوں میں پہنچے تو لوگ رُک گئے۔۔۔حضرت عمرؓ نے فرمایا! مجھے اِس جگہ پر وہ وقت بھی یاد ہے جب مَیں اپنے والد خطاب کے اونٹ پر ہوتا تھا اور بہت سخت طبیعت کے انسان تھے وہ، ایک مرتبہ مَیں اِن اونٹوں پر لکڑیاں لے کر جاتا تھا اور دوسری مرتبہ اُن پر گھاس لے کر جاتا تھا، آج میرا یہ حال ہے کہ لوگ میرے علاقے کے دُور دراز میں سفر کرتے ہیں اور میرے اوپر کوئی نہیں۔۔۔ پھر یہ شعر پڑھا!

لَا شَيْءَ فِي مَا تَرٰى اِلَّا بَشَاشَةً
يَبْقَى الْاِلٰهُ وَ يُوْدِى الْمَالُ وَالْوَلَدُ

یعنی جو کچھ تمہیں نظر آتا ہے اُس کی کوئی حقیقت نہیں سوائے ایک عارضی خوشی کے صِرف خدا کی ذات باقی رہے گی جبکہ مال اور اَولاد فنا ہو جائے گی؟

جواب: حضرت یحیٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطبؓ

سوال: حضرت المصلح الموعودؓ اِس تناظر میں مزید کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ اونٹوں کو چرانے والا ایک شخص عظیم الشان بادشاہ بن گیا اور صِرف دنیاوی بادشاہ نہیں بنا بلکہ روحانی بھی۔۔۔ یہ قصہ مَیں نے اِس لئے سنایا ہے کہ دیکھو ایک اونٹ چرانے والے کو دین و دنیا کے وہ علم سکھائے گئے جو کسی کو سمجھ نہیں آ سکتے۔۔۔ ایک اونٹ کا چرواہا اور سلطنت کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن دیکھو! اُنہوں نے وہ کچھ کیا کہ آج دنیا اُن کے آگے سر جھکاتی ہے اور اُن کی سیاست دانی کی تعریف کرتی ہے۔۔۔ پھر دیکھو! حضرت ابوبکرؓ ایک معمولی تاجر تھے لیکن اب دنیا حیران ہے کہ اِن کو یہ فہم، عقل اور فکر کہاں سے مِل گیا؟

جواب: مَیں بتاتا ہوں کہ اُن کو قرآن شریف سے سب کچھ مِلا، اُنہوں نے قرآنِ شریف پر غور کیا اِس لئے اُن کو وہ کچھ آ گیا جو تمام دنیا کو نہ آتا تھا کیونکہ قرآن شریف ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جب اِس کے ساتھ دل کو صیقل کیا جائے تو ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ تمام دنیا کے علوم اُس میں نظر آ جاتے ہیں اور انسان پر ایک ایسا دروازہ کُھل جاتا ہے کہ پھر کسی کے روکے وہ علوم جو اِس کے دل پر نازل کیئے جاتے ہیں نہیں رک سکتے، پس ہر ایک انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کو پڑھنے اور غور کرنے کی کوشش کرے۔

سوال: یہ ارشاد حضرت عمر فاروقؓ کے کس وصف کا آئینہ دار ہے کہ اللہ کی قسم! ابوبکرؓ مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پاکیزہ ہیں اور مَیں اپنے گھر کے اونٹوں سے بھی زیادہ بھٹکا ہوا ہوں؟

جواب: عاجزی و انکساری

سوال: حضرت عمرؓ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپؐ پر فداء ہوں، کیا آپؐ نے اپنی جوتیوں کے ساتھ ابوہریرہؓ کو بھیجا تھا کہ جو اُسے ملے اور گواہی دیتا ہو اللہ کے سواء کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اُس کا دل اِس بات پر یقین رکھتا ہو، اُسے جنّت کی بشارت دے دے، آپؐ نے فرمایا، ہاں! اِس پر حضرت عمرؓ نے کیا عرض کیا نیز اُس پر آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: ایسا نہ کیجیئے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ لوگ پھر اِسی پر بھروسہ کرنے لگ جائیں گے، اِس لئے بہتر یہی ہے کہ آپؐ اُن کو عمل کرنے دیں۔۔۔نہیں تو یہ صِرف اِسی بات پر قائم ہو جائیں گے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہی جنّت کی بشارت ہے / اچھا! رہنے دو، ٹھیک ہے، اِسی طرح کرتے ہیں۔

سوال: کِن کا فرمان ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کو کہا تھا کہ اگر شیطان تجھ کو کسی راہ میں پاوے تو دوسری راہ اختیار کرے اور تجھ سے ڈرے اور اِس دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان حضرت عمرؓ سے ایک نامرد ذلیل کی طرح بھاگتا ہے؟

جواب: سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: اجازت طلبی کی بابت رسول اللہ ﷺ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اَلْاِسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ یعنی اجازت طلبی تین بار ہے، اگر تمہیں اجازت دے دی جائے تو گھر میں جاؤ اور اجازت نہ دی جائے تو لَوٹ جاؤ۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موجودہ خطبہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی فضیلت کے بارہ میں کتنی روایات پیش فرمائیں نیز رسول اللہ ﷺ نے کس ضِمن میں ارشاد فرمایا کہ آسمان والوں میں سے میرے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں اور زمین والوں میں سے میرے دو وزیر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں؟

جواب: سولہ / ہر نبی کے آسمان والوں میں سے دو وزیر ہوتے ہیں اور زمین والوں میں سے بھی دو وزیر ہوتے ہیں۔

سوال: سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے کس کی حالت میں موت کو ’’ایک قابلِ رشک موت‘‘ قرار دیا ہے؟

جواب: نماز

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ ثانیہ سے قبل کن مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا نیز نمازِ جمعۃ المبارک کے بعد اِن کی نمازِ جنازہ غائب بھی پڑھانے کا اعلان فرمایا؟

جواب: شہید مکرم کامران احمد / پشاور، مکرم ڈاکٹر مرزا نُبیر احمد و اہلیہ مکرمہ عائشہ عنبرین سیّد / امریکہ، مکرم چوہدری نصیر احمد / کراچی اور مکرمہ سرداراں بی بی / ربوہ

مدثر ظفر

سڑک پر سفید اور پیلی لکیروں کی پابندی زندگی بچا سکتی ہے

سڑک پر چلتے ہوئے ہم سفید اور پیلے رنگ کی جو لکیریں جابجا دیکھتے ہیں انہیں گائیڈ لائنز کہا جاتا ہے۔ ان لائنوں کے درمیان کہیں تسلسل ہوتا ہے اور کہیں وقفہ ہوتا ہے۔ کہیں ان میں وقفہ ہوتا کم ہو جاتا ہے اور کہیں زیادہ۔ یہ تمام لائنیں اور انکے درمیان وقفہ اور سڑک پر ان کی پوزیشن وہ اشارے ہیں جو بتاتے ہیں کہ سڑک پر کس طرح چلنا ہے۔ کس طرف چلنا ہے، کہاں رکنا ہے، کہاں سے اوورٹیک کرنا ہے اور کہاں سے اوورٹیک کرنے کی اجازت نہیں ہے، علی ھذا القیاس۔

کئی ایسی اغراض ہیں جن کے لیے ٹریفک سگنل نہیں لگائے جاسکتے اور نا ہی سگنل پوری سڑک پر نصب کرنا ممکن ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے سڑکوں پر لائنیں لگائی جاتی ہیں۔ ٹریفک سگنل کے بعد سڑک پر لگائی گئی پیلی اور سفید رنگ کی لائنیں بہت اہم ہوتی ہیں جن کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ خیال رہے کہ ہر ملک میں ٹریفک کے قوانین مختلف ہوتے ہیں اسی طرح گائیڈ لائن کے مطالب میں بھی فرق ہوسکتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ آپ جس ملک میں بود و باش رکھتے ہیں وہاں کے ٹریفک قوانین سے واقفیت رکھیں۔

ٹریفک کو کنڑول میں رکھنے کے لیے تین بنیادی اشارے استعمال کیے جاتے ہیں جن میں پہلے نمبر پر ریگولیٹری، دوسرے نمبر پر وارننگ (جس میں ٹریفک سگنل وغیرہ شامل ہیں) اور تیسرے نمبر پر گائیڈ سگنل ہیں۔ سڑک پر لکیروں کے ذریعے رہنمائی کو گائیڈ سگنل میں شمار کیا جاتا ہے۔

Solid White Line

اگر سفید لکیر عین سڑک کے درمیان ہو تو اس کا مطلب ہے آپ اس لائن کو پار کر کے سڑک کی دوسری طرف نہیں جاسکتے اور نا ہی اپنے سے آگے جاتی ہوئی گاڑی کو اوورٹیک کر سکتے ہیں۔ صرف اس صورت میں لائن پار کریں جب آپ کے سامنے کوئی رکاوٹ آجائے یا آپ نے سڑک سے اترنا ہو۔ اس لائن کو بیریئر لائن بھی کہا جاتا ہے۔

Solid Yellow Line(Middle)

سڑک کے عین درمیان میں پیلی لائن کا مطلب ہے کہ آپ اپنے سامنے جارہی گاڑی کو اوورٹیک کر سکتے ہیں لیکن اوورٹیک کرتے ہوئے آپ پیلی لکیر کو پار نہیں کر سکتے۔ آپ نے اپنی لین میں رہتے ہوئے ہی اوورٹیک کرنا ہے۔

Broken White Line

سڑک کے عین درمیان میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر موجود سفید لکیروں کا مطلب ہے کہ آپ احتیاط سے لین بدل سکتے ہیں سامنے جاتی ہوئی گاڑی کو اوورٹیک بھی کر سکتے ہیں اور سڑک پر یوٹرن بھی لے سکتے ہیں بشرطیکہ ایسا کرنے میں کوئی خطرہ نا ہو۔ اس طرح کی لکیریں ہائی وے پر جہاں ایک سے زیادہ لین ہوتی ہیں لین کی حد کی نشاندھی کے طور پر بنائی جاتی ہیں۔ انہیں لین ڈیوائیڈر کہا جاتا ہے۔

Double Solid White Line

سڑک کے عین درمیان میں دو بڑی سفید لکیروں کا مطلب ہے کہ آپ اپنے سامنے جاتی ہوئی گاڑی کو اوورٹیک نہیں کر سکتے۔ جہاں تک دو متوازی سفید لائنیں سڑک کے درمیان موجود ہوں گی وہاں تک ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایسی لائین کہیں کہیں ہی ہوتی اور زیادہ لمبی نہیں ہوتیں۔

Solid Yellow Line

سڑک کے اطراف میں موجود پیلی لائنیں سڑک کی حد طے کرتی ہیں۔ نیز یہ کہ ان لائنوں سے باہر آپ گاڑی نہیں نکال سکتے۔ آپ کو ان دونوں پیلی لائنوں کے اندر ہی رہنا ہے۔ اس طرح کی پیلی لائن سڑک کی ایک یا دونوں طرف ہوسکتی ہے۔

Double Solid Yellow Line

دو متوازی پیلی لائنوں کا مطلب ہے کہ سختی سے اپنی لائن میں ہی چلتے رہیں اور کسی صورت اسے پار کر کے دوسری طرف نا جائیں۔ متوازی پیلی لکیروں کا مطلب ہوتا ہے کہ یہاں پر اوورٹیک کرنا خطرناک ہوسکتا ہے۔ البتہ اپنی لین میں رہتے ہوئے اوورٹیک کر سکتے ہیں۔

Solid and Broken Yellow Line

بعض اوقات سڑک کے درمیان متوازی اور ٹوٹی ہوئی پیلی لائن ہوتی ہیں۔جس طرف کی پیلی لائن ٹوٹی ہوئی ہو اس طرف کی گاڑیاں اوورٹیک کر کے آگے نکل سکتی ہیں۔لیکن سیدھی پیلی لائن والی لین میں موجود گاڑیوں کو اوور ٹیک کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

Stop Line

یہ لائن بہت زیادہ نظر آتی ہے اور اکثر وہاں ہوتی ہے جہاں چوراہا ہو، یا ایک سڑک دوسری سڑک سے مل رہی ہو۔ جہاں ٹریفک کو روکنا مقصود ہو وہاں دومتوازی سفید لائنیں لگائی جاتی ہے اور گاڑیوں کو یہ لائن پار کرنے کی اجازت نہیں ہوتی بالخصوص اس وقت جب ٹریفک سگنل سرخ ہو اور باقی ٹریفک رکی ہوئی ہو ایسے میں اس لائن کو پار کرنا جرم ہوتا ہے۔ اس کی خلاف ورزی خطرناک حادثہ کا سبب بن سکتی ہے۔

Zebra Crossing

اس سے ہم سب واقف ہوں گے۔ یہ لائن پیدل چلنے والوں کے لیے اشارہ ہوتی ہیں کہ یہاں سے گزرنا محفوظ ہےاور ڈرائیور حضرات اس نشان پر احتیاط برتیں۔

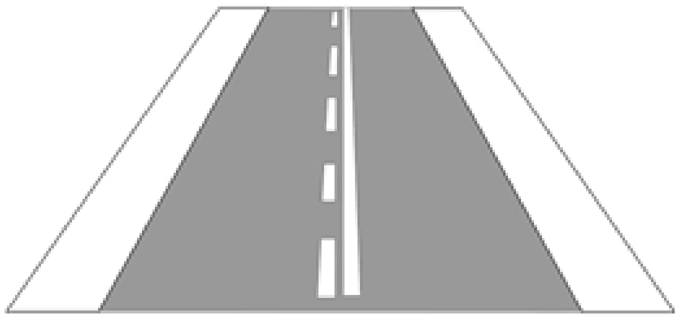

Solid and Broken White Line

سیدھی اور ٹوٹی ہوئی دومتوازی سفید لائنوں کا مطلب ہے کہ جس طرف کی لائن ٹوٹی ہوئی ہو اس طرف کی گاڑیاں اوورٹیک کر سکتی ہیں اور یوٹرن لے سکتی ہیں۔لیکن اگر آپ کی طرف والی لائن سیدھی اورمسلسل ہے تو آپ سامنے جاتی ہوئی گاڑی کو اوور ٹیک نہیں کر سکتےاور نا ہی یوٹرن لے سکتے ہیں۔

سڑک کے درمیان والی لکیر کوسینٹر مارکنگ، سینٹر کے ساتھ والی لائن لین مارکنگ کہلاتی ہے اور سڑک کے کنارے پر بنی لائن ایج مارکنگ کہلاتی ہے۔ ٹوٹی ہوئی لائنوں کے درمیان فاصلہ بھی معنی خیز ہوتا ہے۔ جہاں ان لکیروں کے درمیان فاصلہ کم ہو اس کا مطلب ہوگا کہ اوور ٹیک کرکے فوراً اپنی طرف واپس آئیں۔ اور ایک بار اوور ٹیک کے بعد دوبارہ اوورٹیک کرنے میں جلدی نا کریں۔ ٹکڑوں میں بٹی ایک سفید لائن کی لمبائی ساڑھے چار میٹر ہوتی ہے اور دو لائنوں کے درمیان فاصلہ ساڑھے سات میٹر کا ہوتا ہے۔ کچھ لائنوں میں درمیانی فاصلہ محض ڈیڑھ میٹر کا بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح تین اور ڈیڑھ میٹر کے فاصلہ پر بھی لائن بنائی جاتی ہیں۔

قارئین کی آراء برمضمون انجیلا مرکل

گزشتہ ماہ الفضل آن لائن کے 27 نومبر کے شمارے میں مکرمہ درثمین احمد آف جرمنی کا ایک مضمون بعنوان ''انجیلا مرکل'' شائع ہوا تھا۔اس پر قارئین کی طرف سے پیغامات ملے۔ان میں سے چند ایک ہدیہ قارئین جاتے کئے جاتے ہیں۔

- مکرم عبد العلیٰ۔ جرمنی سے لکھتے ہیں:

جرمن چانسلر کے عہدہ سے سبکدوش اور سیاست کو خیر آباد کہنے والی انجیلا مرکل ایک عظیم خاتون اور حکمران کے طور پر یاد رکھی جائیں گی۔ الفضل آن لائن کے شمارہ 27 نومبر 2021ء میں انجیلا میرکل کے متعلق مضمون پڑھا۔انجیلا مرکل جرمنی کی تاریخ میں ایک سادہ بہترین انسان دوست اور ہمدرد خاتون کے نام پر یاد رکھی جائیں گی الوداع میرکل۔

- مکرمہ نیر عباسی۔لندن سے تحریر کرتی ہیں:

انجیلا کو مزید جان کر بہت اچھا لگا۔ ہو سکے تو اس مضمون کو ٹرانسلیٹ کر کے کسی جرمن میگزین میں بھی پبلش کروایا جا سکتا ہے۔

- مکرمہ امۃ الرقیب ناصرہ۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

بہت اچھا مضمون ہے۔ میں مرکل کو پسند کرتی ہوں انکا یہ جملہ

”wir schaffen das“ مجھے بہت پسند ہے۔اس کا جرمن زبان میں ترجمہ کرواکر انجیلا مرکل کو بھیجیں۔

- مکرمہ فرحت راٹھور۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

دیگر مضامین کی طرح بہت خوبصورت تحریر ہے۔ جو لوگوں کی ادبی تسکین کا بھی باعث ہے۔

- مکرمہ قراۃ العین بھٹی۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

ماشاء اللہ بہت ہی عمدہ مضمون ہے۔ بہت محنت ہوئی ہے اس پر۔ جب سے آپ کے اسٹیٹس سے الفضل پڑھنی شروع کی ہے بہت مزہ آتا ہے۔اور روز مضامین کا بھی انتظار رہتا ہے۔اور خاکسار کے اسٹیٹس سے مزید رابطے بھی مضبوط ہورہے ہیں۔ الحمد للہ

شکیل احمد قریشی

مکرم عبد الحمید گوندل کا ذکر خیر

آپ 22دسمبر 1951ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کے دادا (مکرم میاں وزیر بخش صاحب) کے ذریعہ احمدیت ان کے خاندان میں آئی۔ جب حضرت مسیح موعودؑ نے کوچہ حکیم حسام الدین سے اپنی پگڑی کی لڑ نیچے لٹکائی۔ اُس وقت بہت سے لوگوں نے گلی میں کھڑے آپ کی بیعت کی۔ ان میں مکرم میاں وزیر بخش صاحب بھی شامل تھے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ میں ہی حاصل کی 1968ء میں ناظم اطفال شہر سیالکوٹ مقرر ہوئے۔ اور سیالکوٹ نے پہلی دفعہ علم انعامی حاصل کیا اور پورے پاکستان میں اوّل آیا۔ آپ 1976ء تک اس عہدے پر فائز رہے۔ 1976ء میں جرمنی میں تشریف لے گئے۔ وہاں بھی مختلف دینی خدمات انجام دیتے رہے۔جس علاقہ میں رہے وہاں سب سے پہلے پاکستانی تھے اس کے بعد جو بھی احمدی یا غیر احمدی اس علاقہ میں آتا آپ اس کی ہرطرح سے مدد کرتے تھے اُن کی رہائش روزگار کی تلاش میں مدد کرتے جب تک نوکری نہ ملتی تھی اُن کے کھانے کا انتظام بھی کرتے تھے۔ اسی طرح احمدی احباب کے کیس میں بھی بھر پور مدد کرتے تھے۔تقریباً سات سال جرمنی میں مقیم رہے۔ ان کی والدہ کو ان سے بہت محبت تھی۔ اُن کو یاد کرتی رہتی تھیں۔ انہوں نے خلیفہ وقت کو مختلف اوقات میں خطوط لکھے کہ بیٹا جرمنی میں ہے۔ وہ واپس نہیں آرہا۔ 1982ء میں حضور کے کہنے پر واپس پاکستان آگئے۔ اور پھر کبھی بھی باہر جانے پر آمادہ نہ ہوئے۔ یہی کہتے کہ خلیفہ وقت کے کہنے پر آیا ہوں اللہ تعالیٰ اب یہیں میرے لئے بہتری کے سامان پیدا فرمائے گا۔ اور کبھی بھی فکرمند نہ ہوئے۔فروری 1984ء میں قائد خدام الاحمدیہ سیالکوٹ شہر تقرر ہوا۔مباہلہ کے اشتہارات کی تقسیم کے سلسلہ میں پولیس گرفتاری کرنا چاہتی تھی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے محفوظ رہے۔ کئی دن گھر میں نہیں آئے۔مختلف جگہوں پر رہے۔ 1987ء میں آپ کا قائد ضلع سیالکوٹ کا تقرر ہوا۔ اُن دنوں نارووال بھی ضلع سیالکوٹ میں شامل تھا۔ اس لحاظ سے بہت بڑا ضلع تھا۔سفری مشکلات بھی تھیں سواری کا بھی مناسب انتظام نہ تھا۔لیکن آپ باقاعدگی کے ساتھ پروگرام کے مطابق پورے ضلع کا دورہ کرتے تھے۔سیلاب کے دنوں میں احمدی اور غیر از جماعت لوگوں کی مدد کی اُن کو محفوظ مقامات تک پہنچایا کھانے کا انتظام کیا۔ اورضروریات زندگی فراہم کیں۔

آپ امیر جماعت کی عاملہ کے ممبر بھی رہے۔ سیکرٹری دعوت الیٰ اللہ، سیکرٹری اصلاح و ارشاد ضلع کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ 2004ء میں آپ زعیم اعلیٰ سیالکوٹ شہر مقرر ہوئے۔ آپ کی خدمت کو دیکھتے ہوئے 2005ء میں مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے آپ کا تقرر بطور ناظم اعلیٰ ضلع سیالکوٹ کر دیا۔ آپ نے بڑی محنت سے کام کیا۔ اسی دوران ضلع سیالکوٹ پاکستان بھر میں اوّل بھی آیا۔ ہمہ وقت جماعتی خدمت مصروف رہتے اور خدمت دین کو دوسرے کاموں پر فوقیت دیتے تھے۔ جو بھی مرکز سے ہدایات ملتیں کوشش کرتے کہ ہر ناصر تک پہنچ جائے۔ گرمی ہو یا سردی ہر مجلس میں پہنچتے تھے۔ ہر ایک کی خوشی اور غمی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کی خدمت کو دیکھتے ہوئے۔صدر مجلس انصار اللہ پاکستان نے آپ 2012ء سے ناظم اعلیٰ علاقہ گوجرانوالہ بھی مقرر کر دیا۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تادم آخر دونوں عہدوں کو نبھائے رہے اور پورے علاقہ مجالس کا دورہ بھی کرتے۔ اگر معلوم ہوتا کہ کسی مجلس کا کوئی ناصر بیمار ہے تو اُس کی عیادت کے لئے ضرور جاتے اور اُس کے لئے دعا بھی کرتے اور اگر ضرورت مند ہوتا تو اُس کی مدد بھی کرتے علاقہ گوجرانوالہ کے سب انصار کو جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پورے پاکستان کے ضلعوں کے مقابلہ میں صرف ضلع سیالکوٹ کی 86 مجالس ہیں۔

ہر ناصر کو ذاتی طور پر جانتے تھے۔ اور ان سے مسلسل رابطہ رکھتے تھے بار بار یاد دہانی کرواتے تھے۔ بڑی محنت سے کام کرتے تھے۔ 2012ء میں ناظم اعلیٰ علاقہ گوجرانوالہ مقرر ہوئے تو 2013ء میں علاقہ گوجرانوالہ پاکستان بھر میں اوّل آیا۔ 2014ء دوم، 2015ء سوم، 2016ء میں اوّل، 2017ء میں دوم، 2019ء میں سوم اور 2020ء میں دوم رہا۔ اسی طرح ضلع سیالکوٹ بھی 2020ء میں چھٹی پوزیشن پر رہا۔ جو کہ آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اپنی وفات تک ناظم اعلیٰ و ناظم اعلیٰ ضلع و ناظم اعلیٰ علاقہ گوجرانوالہ کے طور پر کام کرتے رہے۔

آپ گلے کے کینسر میں مبتلا ہوئے اور بیماری کی حالت میں بھی آپ ضلع اور علاقہ کے دورہ جات کرتے رہے۔ اور بیماری کو آڑے نہ آنے دیا۔ گلے کا کینسر ہونے کی وجہ سے آپ زیادہ بات نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ آخر دم تک کام کرتے رہے۔ 5دسمبر 2021ء کو ضلع کی عاملہ کی میٹنگ تھی اور آپ کی وفات 2دسمبر 2021 کو ہوئی آپ کا بیٹا انضمام حمید گوندل صاحب کہتے ہیں کہ یکم کو طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور ہسپتال داخل کروایا گیا آکسیجن لگی ہوئی تھی اُس کو منہ سے ہٹا کر مجھے کہنے لگے کہ میٹنگ کی اطلاع کر دی ہے سب عاملہ کے ممبران کو کیونکہ بول نہیں سکتے تھے دو تین بار ہونٹ ہلائے تو میں نے کہا کہ سب کو اطلاع کر دی ہے۔ پھر منہ پر آکسیجن کا ماسک لگالیا اور مطمئن ہوگئے۔ یہ ان کی زندگی کے آخری الفاظ تھے۔ اس کے بعد طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور 2 دسمبر 2021ء کو سہ پہر 3:30 بجے کے قریب خالق حقیقی سے جا ملے۔ ان کے بیٹے بتاتے ہیں کہ ساری زندگی مرکزی میٹنگ اور کسی بھی دوسری میٹنگ میں غیر حاضر نہیں ہوئے۔بعض دفعہ رات گئے دورہ سے واپس آتے تھے۔ نہایت سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ نرم زبان استعمال کرتے تھے ساری زندگی کسی سے اُونچی آواز میں بات نہیں کی۔ چھوٹا ہو یا بڑا ہر ایک کو بھائی جان ہی کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔ خاکسار سے اکثر فون پر بات ہوتی تھی بس یہی کہتے تھے بھائی جان کیا حال ہے۔ دورہ کی پوری رپورٹ بتلاتے تھے۔ خاکسار شرم محسوس کرتا تھا کہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور عاجزی کے ساتھ بھائی جان کہہ کر مخاطب کرتے ہیں۔

ہمیشہ رپورٹس کے ساتھ ہر ماہ کی اپنی انفرادی کارگزاری کی رپورٹ یکم سے لے کر ماہ کے آخر تک روزانہ کی کارگزاری اضافی رپورٹ لکھ کر ارسال کرتے تھے۔ ہر روز کی ڈائری میں لکھتے کہ یہ یہ کام کئے ہیں یعنی DAY TO DAY کی ڈائری ہوتی تھی لیکن چار صفحات کی۔ مکرم ومحترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ پاکستان بھی رپورٹ دیکھ کر خاکسار کو لکھ دیتے تھے کہ حوصلہ افزائی کا خط میری طرف سے تحریر کر دیں۔ ایک دو ناظمین اضلاع و علاقہ ہیں جو کہ DAY TO DAY کی ڈائری بھیجتے ہیں۔ خط ملنے پر خوشی کا اظہار کرتے رہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تو صدر محترم کی مہربانی ہے کہ میری حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ آپ پابندی نماز کے ساتھ باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرتے تھے۔ نہایت ہی دعا گو انسان تھے۔ اولاد کی تربیت بھی بہت اچھی کی ہے وہ بھی خدمت دین کر کے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ 5دسمبر 2021ء کو ضلع کی میٹنگ تھی خاکسار ابھی مرکزی نمائندگان کے ساتھ شامل تھا۔ جب مسجد میں گئے تو دونوں بیٹے ڈیوٹی پر موجود تھے اور بڑی لگن کے ساتھ ڈیوٹی دے رہے تھے۔ جبکہ 3 دسمبر کو یعنی دو دن قبل اپنے والد صاحب کو تدفین ربوہ میں کر کے واپس آئے تھے۔ بڑا بیٹا صدر جماعت ہے اور چھوٹا بیٹا قائد خدام الاحمدیہ ہے۔ بڑا لڑکا انگلینڈ میں ہے۔ اور جماعتی کاموں میں پیش پیش ہے۔ مکرم عبد الحمید گوندل صاحب کی بیگم بھی نائب صدر لجنہ شہر ہیں گویا کہ سارا گھرانہ ہی خدمت دین میں مصروف ہے۔ پابندی نماز اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اُن کی نیکیاں جاری وساری رہیں۔ اور مرحوم کے بھی درجات بلند فرمائے۔ مکرم عبد الحمید گوندل صاحب کی خواہش تھی کہ دار الفضل (پرانے بہشتی مقبرہ) میں تدفین ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی یہ خواہش بھی پوری کر دی اور یوں آخرت بالخیر ہوئی۔ دعا ہے کہ ہم سب کو بھی اللہ تعالیٰ وہ جذبہ عطاء فرمائے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔

سانحہ ارتحال

- **مکرم لئیق احمد عاطف۔مبلغ سلسلہ مالٹا یہ افسوس ناک اطلاع بھجواتے ہیں:**

خاکسار کے بہنوئی مکرم محمود احمد طاہر ابن مکرم غلام رسول مؤرخہ 27 نومبر 2021ء کو بعمر 54 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ جنازہ مرکز احمدیت لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ مرحوم نے لواحقین میں والدہ، بہن بھائی، اہلیہ، بیٹی اور بیٹا عزیزم جاذب محمود، متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ درجہ ثالثہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے، ہمیشہ مسکرا کر بات کرتے اور ہر کسی کے کام آتے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ادارہ الفضل کی جانب سے تعزیت قبول کریں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

درود شریف کی برکات

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

رؤیا میں ایک بزرگ جو پردہ میں ہیں مجھے فرماتے ہیں کہ آپ کے خلیفہ صاحب نے جو یہ حکم دیا ہے کہ یکم محرم سے پورا ایک سال سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بڑی عمر کے دوصد دفعہ روزانہ پڑھیں۔ پندرہ سے پچیس سال تک کی عمر کے نوجوان ایک صد دفعہ روزانہ اور بچے کم و بیش پڑھیں۔ اس کا کیا فائدہ ہے؟ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ وہ بزرگ ہی جواباً مجھے فرماتے ہیں اس کا یہ فائدہ ہو گا کہ ساری جماعت ایک قلعہ میں محفوظ ہو جائے گی. اتنا سوراخ بھی نہ رہے گا کہ جہاں سے شیطان کسی فرد کو بھی گمراہ نہ کر نے پائے گا. قلعہ کی شکل جو مجھے دکھائی گئی وہ آہنی تھی۔ ضرورت پر دروازہ کھولا جا سکتا تھا اور دیوار زمین سے آسمان تک دکھائی گئی۔

(رپورٹ مجلس مشاورت سال 1968ء)

اعلان برائے خصوصی شمارہ

ادارہ الفضل آن لائن، الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کی تکمیل پر ایک خصوصی نمبر بہت جلد منظر عام پر لانا چاہتا ہے۔ جس میں دنیا کے وہ تمام مشہور کنارے جہاں جماعت احمدیہ قائم ہوچکی ہے کی تاریخ کو یکجا کیا جائے جیسے، فجی، طوالو، کیری باتی، سموآ آئی لینڈ، مارشل آئی لینڈ، نیوزی لینڈ، پُرتگال اور ناروے وغیرہ ان پر کام کا آغاز ہوچکا ہے۔

قارئین جو دنیا کے ان کناروں کے علاوہ ایسے علاقوں کو جانتے ہوں جو Corners of the Earth کہلاتے ہوں اور جماعت کا نفوذ وہاں ہو چکا ہو تو اس حوالہ سے معلومات ادارہ کو فوری طور پر مہیا کریں اور تحریر کا ملکہ رکھنے والے مرد و خواتین سے اس حوالہ سے ایسے مضامین لکھ کر بھجوانے کی درخواست ہے جو قارئین کے لئے ازدیاد علم و ایمان کا موجب ہوں۔ کان اللہ معکم۔

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ظلمت کی قسمیں

’’ظلمت کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جہالت کی ظلمت ہے۔ پھر رسومات، عادات، عدم و استقلال کی ظلمت ہوتی ہے۔ جس قدر ظلمت میں پڑتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے اور جس قدر قرب حاصل ہوتا اسی قدر امتیازی قوت پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(خطبات نور۔ ایڈیشن چہارم صفحہ 130)

مرسلہ: بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

غروب آفتاب	طلوع فجر	30 دسمبر 2021ء	
17:49	05:36		مکہ مکرمہ
17:43	05:42	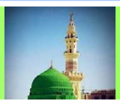	مدینہ منورہ
17:34	06:01		قادیان
17:14	05:41		ربوہ
16:04	06:38		اسلام آباد ٹلفورڈ